لیکن جب وہاں سے نکل کر سرکاری گاڑی میں بیٹھے تو پرویز مشرف کی برائیاں شروع کردیں، اُنہیں جب یاد کرایا گیا کہ آپ وہی عبداللہ خلجی ہیں جو مجلس میں خوشامد کرنے میں سب سے پیش پیش تھے تو کہنے لگے کہ ہم یہاں اپنے کاموں کے لیے آتے ہیں، ہم کوئی مخلصانہ مشورہ دینے تو نہیں آتے۔ خوشامد ہماری ضرورت ہے۔

غامدی صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ قرآن وسنت جن مسائل میں خاموش ہیں، علما ان مسائل میں اجتہاد کرنے کے اہل ہی نہیں ہیں۔ ہم غامدی صاحب کی اس بات سے یک گونہ متفق ہیں، کیونکہ ثقہ علماء کے تصورِ اجتہاد کے مطابق قرآن وسنت کسی بھی مسئلے میں کبھی خاموش نہیں ہوتے، لہٰذا علماء کو قرآن وسنت کو خاموش کرانے اور نئی شریعت وضع کرنے کے لیے غامدی صاحب جتنی عقل واہلیت کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

غامدی صاحب نے کچھ مسائل کا تذکرہ بھی کیا کہ ان مسائل کے بارے میں جدید ذہن کے شبہات وسوالات کا جوابات دینے سے علما قاصر ہیں۔ اگر تو جواب سے مراد جدید ذہن کی خواہشِ نفس کے مطابق جواب ہے تو واقعتاً علما اس قابل نہیں ہیں کہ جدید ذہن کو ان کے شبہات کا جواب ان کے من چاہے تصورِ دین کی صورت میں دیں۔ اور اگر جوابات سے مراد ان شبہات وسوالات کے بارے میں قرآن وسنت کی رہنمائی کو پیش کرنا ہے تو شاید غامدی صاحب کے تحقیقی ادارہ 'المورد' کی لائبریری میں اتنی کتابیں نہ ہوں گی، جتنے ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کے مقالہ جات کے علاوہ تحقیقی کتب ان سوالات کے جوابات میں عالم عرب میں بالخصوص اور عالم اسلام میں بالعموم لکھی جا چکی ہیں۔

بہرحال غامدی صاحب نے رسالہ 'اجتہاد' کے بجائے اپنے رسالے 'اشراق' میں ایک جگہ اپنے تصورِ اجتہاد کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

''اجتہاد کا لغوی مفہوم کسی کام کو پوری سعی وجہد کے ساتھ انجام دینا ہے۔ اس کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ جس معاملے میں قرآن وسنت خاموش ہیں، اس میں نہایت غور وخوض کر کے دین کی منشا کو پانے کی جدوجہد کی جائے... اس اصطلاح کو اگر مذکورہ روایت کی روشنی میں سمجھا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اجتہاد سے مراد اپنی عقل وبصیرت سے ان اُمور کے بارے میں رائے قائم کرنا ہے جن میں قرآن وسنت خاموش ہیں یا اُنہوں نے کوئی متعین ضابطہ بیان نہیں کیا۔''

(ماہنامہ 'اشراق': جون ۲۰۰۱ء ص ۲۷،۲۸)

غامدی صاحب کو بس یہی فکر کھائے جاتی ہے کہ کسی طرح قرآن وسنت کو خاموش کروا دیں۔ بس جب ایک دفعہ ثابت ہو جائے گا کہ قرآن وسنت تو ان مسائل میں خاموش ہیں۔ اب چاہے حکم شرعی معلوم کرنے کے لیے عقل عام (Common Sense) کے فلسفہ سے رہنمائی حاصل کرلیں یا نام نہاد فطرتِ انسانی کے نظریے کے تحت شریعت کا ڈھانچہ تشکیل دینا شروع کردیں۔ غامدی صاحب اس لحاظ سے تمام دانشوروں میں عقل مند ثابت ہوئے ہیں کہ اُنہوں نے اس نکتے تک رسائی حاصل کر لی ہے کہ جب تک یہ فکر عام ہے کہ قرآن وسنت میں ہر مسئلے کا حل موجود ہے، اس وقت تک ان جیسوں کے اجتہادی فکر کو قبولِ عام حاصل نہ ہوگا۔ لہٰذا اُٹھتے بیٹھتے یہ شور مچاؤ کہ قرآن وسنت جامع نہیں ہیں۔ قرآن وسنت میں ہر مسئلے کا حل موجود نہیں اور دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات نہیں ہے۔

حاصل کلام

مشہور مقولہ 'الکفر ملة واحدة' کی طرح گمراہ فرقے اور افراد بھی یکساں بنیادوں کے حامل ہوتے ہیں۔ البتہ ان کی گمراہی گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے کی کوشش ہوتی ہے۔ غور فرمائیے کہ ہم نے مذکورہ بالا جن نام نہاد دانشوروں کا نظریۂ اجتہاد پیش کیا، ان سب کا مرکزی خیال غلام احمد پرویز کے مرکزِ ملت کا پرتو یا اس کے مختلف پہلو ہیں، جس کی رو سے شریعت محمدیہ قیامت تک تشکیل پانے والی نظائر میں سے ایک نظیر کی حیثیت بن جائے گی، گویا اجتہاد شریعتِ محمدیؐ میں اضافے یا تغیر وتبدل کا ہی دوسرا نام ہے۔ یعنی بعد رسالت تمام خلفا اور مسلمان حکمران جو اجتہاد کرتے یا کراتے رہے، ان کی حیثیت بھی اجتہاد رسالت کی طرح نظائر کی ہے۔ لہٰذا راشد شاز صاحب نے ان نظائر کو تاریخی اسلام قرار دے کر نظریاتی اسلام اپنے ہاتھ میں رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اگر مذکورہ بالا بقیہ نظریات کا مرکزی خیال متعین کرنے کی کوشش کی جائے تو ان سب کا حاصل غلام احمد پرویز والا شریعت کا دائمی تغیر وتبدل والا نظریہ تسلسل ہے۔ دوسری طرف بعض متجددین آخر الزمان نبی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی آمد کا مقصد یہ نظریہ قرار دینے میں کوشاں ہیں کہ انسانی عقل بلوغت حاصل کرنے کے بعد حجاز میں اتنی مکمل ہوگئی تھی کہ شریعت محمدیؐ کی تشکیل کی صورت میں سامنے آئی۔ اب اس کے بعد اجتہاد کے نام پر سارا کام اسی بالغ عقل کا ہے، اس لیے اس بالغ عقل کا دروازہ کھلا رہنا چاہیے، حالانکہ یہ عقائد ملحدانہ ہیں۔ عقل عیار ہے سو بھیس بدل لیتی ہے اس لیے وہ وحی ربانی کے تابع رہ کر تو مفید ہو سکتی ہے، لیکن شریعت کی تشکیل ناقص طور پر یا کامل طور پر کرنے لگے تو ترقی کی بجائے اتھاہ گہرائیوں میں گرانے والی ثابت ہوتی ہے۔

اسی لیے کسی گفتگو سے قبل یہ عقیدہ پختہ کرنے کی ضرورت ہے کہ شریعتِ محمدیہ کامل واکمل ہے۔ محمد ﷺ کی طرف سے تکمیلِ رسالت کے بعد نظریۂ مرکزِ ملت یا نام نہاد بلوغتِ عقل کا نظریہ یا شریعت کی تکمیل اور اس میں اضافے کا نکتہ نظر ختم نبوت ورسالت کے عقیدہ کے منافی ہے۔ اس موضوع پر مزید بحث ہم ان شاء اللہ 'محدث' کے قریبی شمارے میں کریں گے۔